اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

اللہ اکبر

ٹیلیفون نمبر ۹۱

شرح چندہ پیشگی
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی
بیرون ہند سالانہ

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ الفضل قادیان

الفضل قادیان

روزنامہ

خطبہ نمبر ۲۷

THE DAILY
ALFAZL, QADIAN.

جلد ۲۶ | ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲۵ اگست ۱۹۳۸ء | نمبر ۱۹۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

الوہیت کے فرائض کے ساتھ عبودیت کے فرائض ادا کرنے بھی ضروری ہیں

خالق و مخلوق دونوں کے کامل مظہر بنو

از حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۲ اگست ۱۹۳۸ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
ہر انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے

دو قسم کے حواس

رکھے ہیں۔ ایک وہ حواس ہیں۔ جو اس کے تعلقات کو بیرونی دنیا سے قائم کرتے ہیں۔ اور ایک وہ حواس ہیں جو اس کے تعلقات کو خود اس کے جسم کے اندرونی حصوں سے قائم کرتے ہیں۔ یہ دونوں قسم کے حواس اپنی اپنی جگہ پر نہایت ہی ضروری ہیں جو حواس انسان کے اپنے نفس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ وہ قائم مقام ہیں مخلوق کے۔ اور جو حواس بیرونی دنیا کے ساتھ تعلق قائم رکھتے ہیں۔ وہ قائم مقام ہیں خالق کے۔ گویا انسان

ایک مرکزی نقطہ

ہے جس پر خالق کی طرف سے ایک دنر آ کر گرتا ہے۔ اور ایک مخلوق کی طرف سے آ کر گرتا ہے وہ اپنے اندر الٰہی صفات کو بھی پیدا کرتا ہے۔ اور عبودیت کرنے والے وجود جو اللہ تعالیٰ کی ذات پر دال ہیں۔ ان کو بھی اپنے اندر پیدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی وہ صفات جو مخلوق کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ اور جو

تشبیہی یا تنزّلی صفات

کہلاتی ہیں۔ وہ وہی ہیں جن سے خدا تعالیٰ اور بنی نوع انسان کے درمیان واسطہ ہوتا ہے۔ اور خدائی صفات ان کے اندر آ کر اپنی قوتوں اور طاقتوں کو ظاہر کرتی ہیں۔

مثلاً اللہ تعالیٰ رحم کرتا ہے۔ اور رحم کا وجود چاہتا ہے۔ کہ کوئی اور ہستیاں ہوں۔ جن پر رحم کرے۔ اور جبکہ وہ رحم کرتا ہے۔ تو ضروری ہے کہ

رحم کے ۲ دو مقتضیات

اس کے اندر پائے جائیں۔ یعنی وہ سننے والا بھی ہو۔ اور دیکھنے والا بھی۔ تا اس کے رحم کی مستحق جو مخلوق فریاد کر سکتی ہے اسے سنکر رحم کرے۔ اور جو فریاد نہیں کر سکتی۔

ان کی کسی فریاد کے بغیر ہی ان کی حالت کو دیکھ کر ان پر رحم کرے۔ پھر اس رحم کے تقاضا کے ساتھ **رحم کا انتہائی حصہ** ہدائت ہوتی ہے۔ یعنی جبکہ ایک ہستی یہ چاہتی ہے۔ کہ دوسری کو ادنےٰ حالت سے ترقی دے کر اوپر لے جائے۔ رحمت کا ادنےٰ مفہوم شفقت ہے۔ یعنی تکلیف کو دور کرنا۔ اور اس کے اعلےٰ حصہ میں **ترقی دینے کی خواہش** ہوتی ہے۔ ایک تندرست بچہ جسے کوئی بیماری نہیں۔ اس کا معدہ بھی اچھا ہے۔ اسے کھانے کو بھی مل جاتا ہے۔ دیکھنے کے لئے آنکھیں موجود ہیں۔ اور نظارے بھی مہیا ہیں کان ہیں۔ اور اس کے لئے رشتہ دار بھی موجود ہیں۔ جن کی باتیں وہ سن سکے۔ اس کے لئے جسمانی طور پر کسی شفقت کا موقعہ نہیں۔ کیونکہ اس کی ہر طبعی ضرورت پوری ہے۔ لیکن اس کی طبعی ضرورتوں کا پورا ہو جانا اسے کسی بلند مقام پر کھڑا نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے لئے اور چیزوں کی ضرورت ہے۔ جو اسے دوسری اشیاء سے ممتاز کر دیں۔ اس کے **طبعی مقام کو بلند** کر کے اسے اوپر لے جائیں۔ جسے دیکھ کر ہر شخص کہے۔ کہ یہ اپنے طبعی مقام سے اوپر پہونچ گیا ہے۔ اور اس طرح اس نے ایک امتیاز حاصل کر لیا ہے۔ اور اس کے لئے **تعلیم اور ہدائت** کی ضرورت ہوتی ہے۔

پس رحم کا آخری حصہ ہدائت ہے۔ اور اس کا ادنےٰ مقام شفقت ہے۔ دوسرے کی کمزوری کو محسوس کرنا اور اسے دور کرنا یہ تو شفقت ہے۔ لیکن جب کوئی کمزوری اور تکلیف نہ ہو۔ تو اسے بلند مقام پر لے جانے کے لئے جس چیز کی ضرورت ہے۔ وہ احسان ہے۔ اور اسے مکمل کرنے کے لئے صفت ہدائت کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس طرح شفقت کے پورا ہونے کے لئے سمیع و بصیر کی صفات ضروری ہیں۔ اسی طرح احسان کے مکمل ہونے کے لئے ہادی ہونا ضروری ہے اور خدا تعالےٰ ہادی ہے۔ وہ ہادی بھیجتا بھی ہے۔ اور خود بھی رہنما کی صورت اختیار کرتا ہے۔ اور انسان کے آگے آگے چلتا ہے۔ حتیٰ کہ اسے وہ مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ کہ جس کے پانے سے وہ **دوسروں سے ممتاز** نظر آنے لگتا ہے۔ اور ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ اسے دوسری مخلوق سے کچھ امتیاز حاصل تھا۔ اور وہ اپنے اندر کچھ **الوہیت کی صفات** بھی رکھتا ہے۔

ہدائت کا ظاہری نمونہ زبان ہے۔ زبان کی گفتگو سے انسان دوسرے کو ہدائت دیتا ہے۔ اور اس کی تکمیل کے لئے حرکت کی ضرورت ہے۔ عربی میں ہدائت کے تین معنے ہیں۔ رستہ بتانا۔ رستہ دکھانا اور رستہ پر لیتے چلے جانا۔ کبھی کوئی شخص تم سے رستہ پوچھتا ہے تم کسی کام میں مشغول ہوتے ہو۔ یا طبیعت میں بخل کا مادہ ہوتا ہے۔ یہ **احسان کا مادہ** نہیں ہوتا۔ تم ہل چلا رہے ہوتے ہو۔ یا لکڑیاں کاٹتے ہو۔ تو وہیں سے مونہہ اٹھا کر کہہ دیتے ہو۔ کہ اس طرف چلے جاؤ۔ آگے دو رستے ہوں گے۔ وہاں سے اس طرف ہو جانا۔ تم اسے رستہ تو بتاتے ہو۔ مگر اپنی جگہ سے ہلتے نہیں ہو۔ اس سے ایک اجنبی آدمی جسے رستہ پانے کی مشکلات ہونگی۔ اور جو اس علاقہ کا واقف نہ ہوگا۔ اس کے **دل کی گھبراہٹ** دور نہ ہو سکے گی۔ گو وہ تمہارا ممنون ہوگا۔ اسے خدشہ ہوگا۔ کہ شائد کہیں بھول جاؤں۔ اور وہ تسلی کے لئے بعد میں اگر کوئی اور شخص اسے ملے۔ تو وہ اس سے بھی پوچھتا ہے کہ فلاں مقام کو کونسا رستہ جاتا ہے۔ لیکن اگر تمہارے اندر احسان کا مادہ زیادہ ہے۔ یا تمہیں فرصت ہے۔ اور نیکی کی طرف تمہاری طبیعت راغب ہے۔ تو تم اسے کہتے ہو کہ بھائی جی آؤ میں رستہ دکھاؤں اور اس کے ساتھ جا کر عین اس جگہ اسے چھوڑ آتے ہو۔ جہاں سے دھوکا لگ سکتا تھا۔ اور پھر اسے بتا دیتے ہو کہ سیدھے چلے جاؤ لیکن اگر **منزل دور اور رستہ پیچیدہ** ہے۔ تو کچھ دور تک جا کر اسے پھر مشکل پیدا ہوگی۔ اور وہ پھر پوچھے گا اور تیسری صورت یہ ہے کہ اگر تمہیں مقدرت اور توفیق ہے۔ طبیعت میں **نیکی اور احسان کا مادہ بہت زیادہ** ہے۔ تو تم اس کے ساتھ ہو جاتے ہو۔ اور گھر پہونچا آتے ہو اور دکھا آتے ہو کہ یہ جگہ ہے۔ مجھے یاد ہے جب ہم ولائت گئے۔ تو ہم ایسی جگہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ جہاں سے مسجد احمدیہ دس بارہ میل تھی۔ منتظمین کو بھی اس کا خیال نہ آیا۔ کہ ممکن ہے ان کو یہاں پہونچنے میں دقت ہو۔ چنانچہ پہلی دفعہ جب ہم مسجد کی طرف چلے۔ تو اتفاق کی بات کہ ٹیکسی والا بھی وہ ملا۔ جو لنڈن کا نہیں بلکہ علاقہ کا رہنے والا تھا۔ اور بڑے بڑے رستوں کے سوا چھوٹی گلیوں کا واقف نہ تھا۔ لنڈن کے رہنے والے ڈرائیور تو عام طور پر واقف ہوتے ہیں۔ لیکن وہ نہ تھا۔ اسلئے بڑی بڑی گلیوں تک وہ آ گیا۔ لیکن جب مسجد دو تین میل کے فاصلہ پر رہ گئی۔ تو وہ رستہ بھول گیا۔ اب ادھر **مسجد میں ہمارا انتظار** ہو رہا تھا۔ اور ادھر ہم ادھر ادھر چکر لگا رہے تھے۔ کئی جگہ سے پوچھا مگر رستہ نہ ملا۔ ایک جگہ ایک شخص موٹر میں بیٹھا تھا۔ اور اس کے پاس ایک شخص موٹر سائیکل پر سوار کھڑا اس سے باتیں کر رہا تھا۔ ٹیکسی کھڑی کر کے ڈرائیور نے اس موٹر والے سے رستہ دریافت کیا۔ لیکن اسے معلوم نہ تھا موٹر سائیکل والا جانتا تھا۔ اس لئے اس نے اسے تفصیل کے ساتھ رستہ بتایا۔ مگر ڈرائیور چونکہ ناواقف تھا۔ اس نے پھر جرح کی اور وہ سمجھ گیا۔ کہ یہ لنڈن کا رہنے والا نہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ اسے موٹر والے سے کوئی ضروری کام تھا۔ کیونکہ اس نے اس سے کہا۔ کہ آپ میرا انتظار کریں۔ میں رستہ بتا آؤں چنانچہ وہ **دو تین میل تک ہمارے ساتھ** آیا۔ اور مسجد کے سامنے پہونچ کر اس نے بتایا کہ یہ ہے۔ تو تیسری شق اس کی یہ ہے۔ کہ منزل مقصود پر پہونچا دیا جائے۔ پہلی شق میں تو صرف زبان ہی کام کرتی ہے مگر دوسری اور تیسری میں صرف زبان کام نہیں دے سکتی۔ بلکہ اس کے ساتھ **حرکت کی قابلیت** بھی ضروری ہے۔ اگر پاؤں نہ ہوں۔ تو صرف پہلی قسم ہدائت کی ہی ہے۔ جو ہم اختیار کر سکتے ہیں۔ یہ نہیں کر سکتے۔ کہ رستہ دکھا دیں۔ یا رستہ پر لیتے چلیں۔ کیونکہ ان **دونوں شقوں کے لئے** حرکت کی قابلیت درکار ہے۔ جو انسان کے اندر لاتوں کے ساتھ ہوتی ہے۔

یہ چیزیں ایسی ہیں - کہ جن کے بغیر تفصیل کی تکمیل نہیں ہو سکتی - اور یہ اللہ تعالےٰ میں پائی جاتی ہیں - وُہ سمیع ہے - یعنی سُنتا ہے - مگر کانوں سے نہیں - وُہ بصیر ہے - یعنی دیکھتا ہے - مگر آنکھوں سے نہیں - وُہ متکلم ہے - یعنی بولتا ہے - مگر زبان سے نہیں - وُہ حرکت کرتا ہے - مگر پاؤں سے نہیں - وُہ پکڑتا ہے - اور دیتا ہے گرفت کی طاقت رکھتا ہے - مگر ہاتھوں سے نہیں - وہ اگر سُننے والا نہ ہوتا تو فریاد کس طرح سُنتا - وہ اگر دیکھنے والا نہ ہوتا - تو جمادات اور حیوانات کی حالت سے کس طرح آگاہ ہوتا - اگر بولنے والا نہ ہوتا - تو ہدایت کس طرح دیتا - اگر چلنے والا نہ ہوتا - تو ہدایت کے مقام پر کس طرح پہونچاتا - اگر اس کے ہاتھ نہ ہوتے - تو وُہ مشکل کے وقت مدد کس طرح کرتا - جب ہم کہتے ہیں - کہ

خدا تعالےٰ کے ہاتھ

ہیں - تو اس سے مُراد یہ ہوتی ہے کہ تمام وُہ کام کر دیتا ہے - جس کے لیے انسان کو ہاتھوں کی ضرورت ہوتی ہے - یہی وُہ صفات الوہیت کی ہیں - جن سے اللہ تعالےٰ مخلوق کے ساتھ تعلق پیدا کر دیتا ہے - اور یہ سب کامل طور پر انسان میں ہی پائی جاتی ہیں - باقی حیوانات میں سے بعض چلتے ہیں - لیکن ان کے ہاتھ انسان کی طرح کے نہیں ہوتے بعض جیسے بندر پکڑتے ہیں - اور اس طرح کہا جا سکتا ہے - کہ ان کے ہاتھ ہیں - مگر ان کی زبان نہیں - وُہ چیز کو پکڑ تو لیں گے - مگر اپنے

خیالات تفصیلی طور پر

بیان نہیں کر سکتے - یہ سب باتیں انسان میں ہی پائی جاتی ہیں - تا وُہ الوہیت کا مرکز ہو جائے - اور جس طرح خدا تعالےٰ اپنی قوتوں کو ظاہر کرتا ہے - یہ بھی کرے - ورنہ تھوڑی تھوڑی یہ طاقتیں تو سب میں ہیں - قرآن کریم نے سب سے پہلے بتایا - کہ

نباتات میں حس

ہے - اور اب سائنس نے بھی اس کو تسلیم کر لیا ہے - قرآن کریم ہی سب سے پہلا کلام ہے - جس نے یہ بتایا ہے - کہ ہر چیز کے جوڑے ہوتے ہیں - اور جوڑا ہونے کے معنے ہی یہ ہیں - کہ حس موجود ہے قرآن کریم نے ہر چیز کا جوڑا بتایا ہے - گویا نہ صرف نباتات - بلکہ جمادات میں بھی حس ہے - اور اب سائنس کے بعض ماہرین اس حقیقت کو تسلیم کر رہے ہیں - اور بعض دھاتوں کے متعلق وُہ مانتے ہیں - کہ ان میں حس ہوتی ہے - مثلاً

ٹین کے متعلق

مجھے یاد ہے - میں نے پڑھا ہے - کہ اس میں حس کا ہونا تسلیم کیا گیا ہے امید ہے - کہ دُنیا آہستہ آہستہ ان علوم کو پالے گی - تو بیرونی حواس کامل طور پر انسان میں پائے جاتے ہیں اور اگر غور سے دیکھیں - تو اندرونی حصے بھی بیرونی میں موجود ہیں - جب ہم کہتے ہیں - کہ تبلیغ کرو - چندہ دو یا بنی نوع انسان کی خدمت کرو - تو سارا زور ہمارا ان صفات کے متعلق ہوتا ہے - جو الوہیت کی ہیں یہ سارے کام اللہ تعالےٰ کرتا ہے جب ہم کہتے ہیں - کہ چندے دو - تو گویا ہم یہ کہتے ہیں - اللہ تعالےٰ کی

صفتِ رزاق کے مظہر

بنو - اور جب کہتے ہیں - تبلیغ کرو - تو منشاء یہ ہوتا ہے - کہ ہادی بن جاؤ - جب کہتے ہیں - لوگوں کی خدمت کرو - تو رحمٰن اور رحیم بناتے ہیں یہ سارے کام الوہیت کے ہیں - اور یہ سب اچھے کام ہیں - مگر سوال یہ ہے - کہ کیا یہ کافی ہے - کہ ہمارے یہ سارے کام الوہیت کے ہوں - اور

اپنے مقام کو

ہم بھول ہی جائیں ہمیں یہ کبھی یاد بھی نہ آئے - کہ ہم مخلوق ہیں - خدا تعالےٰ خالق اور اللہ ہے - اس لحاظ سے اس کی

ذاتی صفات ازلی طور پر کامل

ہیں - اور ان کی تکمیل کا بار اُس پر نہیں - لیکن ہم تو مخلوق ہیں - اس لیے اپنی تکمیل کی طرف بھی ہماری توجہ ہونی چاہیئے - خدا تعالےٰ تو آپ ہی آپ کامل ہے - اسے تو یہ ضرورت نہیں - کہ کہے - میرے اندر کی فلاں چیز خراب ہے - اسے درست کروں - وُہ ازلی طور پر کامل ہے - لیکن ہمارے اندر تو

مخلوق کی صفات

بھی ہیں - اور مخلوق کا انجن بگڑتا رہتا ہے - اللہ تعالےٰ نے ہمارے اندرونی حصوں کے مقابلہ پر بعض بیرونی حصے ایسے رکھے ہیں - کہ جن سے یہ علم ہو جاتا ہے - کہ جسم کے اندرونی حصہ میں کیا خرابی ہے - مثلاً ہماری زبان ہے - یہ میٹھا بھی چکھتی ہے - اور کڑوا بھی ترش بھی - اور نمکین بھی - لیکن بعض اوقات یہ آپ ہی آپ ہر چیز کو کڑوا چکھنے لگتی ہے - یہ حالت بتاتی ہے - کہ

جسم کے اندر کوئی خرابی

ہے - اور یہ اندرونی حس کے ساتھ تعلق رکھتی ہے - گویا ہماری زبان صرف باہر کی چیزوں کو ہی نہیں چکھتی - بلکہ اندر کی حالت کو بھی محسوس کرتی ہے - زبان کے یہ مزے اپنی ذات میں بعض قوتوں پر دلالت کرتے ہیں - اگر یہ مزے قائم نہ رہیں تو ہم دُوسرے لوگوں کو مشکلات میں ڈال دیں گے - کیونکہ جہاں میٹھا دینے کی ضرورت ہے - نمکین دے دیں گے - اور جہاں کڑوے کی ضرورت ہو - ترش دے دینگے تو یہ مزے خالی موتہہ کے مزے نہیں بلکہ انسان کے

جسم کی اندرونی حِسوں

سے ان کا تعلق ہے ؛ ذیابیطس کے مریض کو ہم شکر نہیں دیتے - تو کیا اس کی وجہ یہ ہوتی ہے - کہ اس کے مُونہہ کا ذائقہ خراب ہے - یہ وجہ نہیں - بلکہ اس کی وجہ اس کی اندرونی خرابی ہے یا خون کی خرابی کی صورت میں ہم نمک نہیں دیتے - یا نزلہ میں ترشی سے پرہیز ہوتا ہے - تو اس کی وجہ یہ نہیں ہوتی - کہ زبان خواہش نہیں کرتی - بلکہ زبان تو ایسی حالت میں زیادہ خواہش کرتی ہے - ہم اس لیے نہیں دیتے - کہ

جسم میں ان کی ضرورت

نہیں ہوتی - تو مزے دراصل انسان کی اندرونی قوتوں پر دلالت کرتے ہیں - یہ بھی رنگوں کی طرح ہیں کبھی ہمیں سُرخ رنگ پسند ہوتا ہے - اور کبھی سبز -

اسی طرح ان ذائقوں کا حال ہے - ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھ کچھ تاثیریں رکھتا ہے - میٹھا اپنے ساتھ کچھ تاثیریں رکھتا ہے - جو کبھی اچھی - اور کبھی بُری بھی ہوتی ہیں - اسی طرح کڑواہٹ کی بعض تاثیریں ہیں -

زبان کے ذائقہ کا کڑوا ہونا

بتاتا ہے - کہ معدہ میں نقص ہے - اور کہ اسے کڑوی چیزوں کی ضرورت ہے - ڈاکٹری تجربات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے - کہ کڑوی اشیاء خون کی صفائی اور معدہ کی تقویت کا موجب ہوتی ہیں اسی طرح میٹھا

دل کی تقویت کا مُوجب

ہے - جب ہم کسی چیز کو چکھتے ہیں - اور اسے میٹھی پاتے ہیں تو ہمیں خیال ہوتا ہے - کہ یہ دل کے لئے مفید ہوگی - تو اللہ تعالےٰ نے یہ سلسلے بتا دیئے ہیں - اور مختلف چیزوں میں مختلف ذائقے رکھ کر ہماری اس طرف راہنمائی کی ہے - کہ ہم ان اشیاء کی تاثیروں سے فائدہ اٹھائیں میٹھا کیا ہے - یہ گویا

ایک ٹریکیٹ ہے

اشتہار ہے جو ہمیں بتاتا ہے۔ کہ فلاں چیز میں یہ فائدہ ہے کہ وائٹ ایک ٹریکیٹ ہے جو بتاتا ہے۔ کہ اس چیز میں یہ خاصیت ہے۔ اور ہماری زبان ان ٹریکٹوں کو پڑھنے والی آنکھ ہے۔ جس طرح حرفوں کو پڑھنے کے لئے آنکھ میں ڈیلا ہوتا ہے۔ اسی طرح ہماری زبان مختلف اشیاء کی خاصیتوں کو پڑھنے کی آنکھ ہے۔ تو یہ

خاصیتوں کو بتانے کا ذریعہ

ہے جو اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا ہے زبان کے ذائقوں میں تبدیلی سے ڈاکٹر اور اطباء اندرونی نقائص کا پتہ لگاتے ہیں۔ طبیبوں نے اس کے ماتحت انسانی طبائع کو کئی اقسام میں تقسیم کر رکھا ہے۔ دموی۔ بلغمی۔ سوداوی صفراوی وغیرہ۔ ڈاکٹروں نے ان کے اور نام رکھے ہیں۔ مگر درحقیقت یہ انڈیکس ہیں۔ جو مختصر طور پر انسان کی حالت کو بتاتے ہیں۔ آنکھ بیرونی اشیاء کو دیکھتی ہے۔ مگر ساتھ ہی وہ اندر کی حالت کو بھی ظاہر کر رہی ہوتی ہے۔ کسی شخص کی

آنکھیں سرخ

ہوں۔ تو ہم معلوم کرتے ہیں۔ کہ اس کے سر کی طرف دوران خون زیادہ ہے۔ بعض آنکھوں میں ایک خاص قسم کی چمک ہوتی ہے جو بتاتی ہے۔ کہ اس شخص میں

سل کا مادہ

ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی شناخت اس بارے میں قریباً سو فی صدی درست ہوتی تھی۔ اور ہم بھی جنہوں نے آپ سے طب پڑھی ہے۔ اسے پہچانتے ہیں۔ اور بہت حد تک اس بارہ میں ہماری تشخیص درست ہوتی ہے۔ تو آنکھ گو بظاہر بھی دیکھتی ہے۔ مگر

اندرونی حالت

کا بھی پتہ دیتی ہے۔ جس طرح انسان کے ان حصوں کے سپرد بیرونی طور پر کچھ کام ہیں۔ کوئی دیکھتا ہے کوئی سنتا ہے۔ کوئی سونگھتا ہے۔ اسی طرح اندرونی طور پر بھی ان چیزوں کے سپرد مختلف کام ہیں۔ اور وہ جسم کے بعض نقائص کو ظاہر کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو

فہرست مضامین کے طور پر

بنایا ہے۔ تا ان کو پڑھ کر پتہ لگایا جا سکے۔ کہ اندر کیا نقص ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے۔ کہ کتابوں کی فہرست مضامین تو ہمیشہ یکساں حالت پر رہتی ہے اس میں لکھا ہوتا ہے۔ کہ اس کتاب کے صفحہ ۱۹ پر فلاں مضمون ہے۔ اب خواہ اس صفحہ کو دیمک چاٹ لے۔ بیچ میں سے کوئی پھاڑ لے۔ وہ وہاں رہے یا نہ رہے۔ فہرست میں یہ بات برابر درج رہے گی۔ لیکن یہ ایسی فہرست ہے کہ جو حالات کی تبدیلی کے ساتھ بدلتی رہتی ہے۔ انسان کی اندرونی کتاب کا ورق جونہی الٹتا ہے۔ فہرست بھی اس تبدیلی کو بتا دیتی ہے۔ اور پھر یہ

پہلے سے انسان کو آگاہ

کرتا رہتا ہے۔ کہ یہ خرابی ہونے والی ہے۔ انسان امراض سینہ کا شکار ہونے والا ہو تو بعض شخصوں پر مہینوں بلکہ سالوں پہلے نزلہ گرنا شروع ہوتا ہے۔ جو اسے آئندہ آنے والے خطرہ سے آگاہ کرتا رہتا ہے۔ ایک قطرہ گرتا۔ اور اسے بتاتا ہے۔ کہ اندر کوئی خرابی ہو رہی ہے۔ دوسرا گرتا اور بتاتا ہے۔ اسی طرح اگر جنون ہوتا ہو۔ تو بعض لوگوں کے پہلے ہی سے کان بہرے ہونے لگتے ہیں۔ اور گھوں گھوں ہوتی رہتی ہے۔ انسان سمجھتا ہے کہ کانوں میں خرابی ہے۔ حالانکہ یہ دماغ میں گھوں گھوں ہو رہی ہوتی ہے۔ تو یہ سب اعضاء

ایسی فہرست ہائے مضامین

ہیں جو اندر کا حال بتاتی رہتی ہیں۔ طب نے ابھی تک پوری ترقی نہیں کی۔ ورنہ حواس خمسہ انسان کے اندر کی سب چیزوں کو دکھا دیتے بخار کیا ہے جس طرح باہر کی چیزوں کو چھو کر ہم معلوم کرتے ہیں۔ کہ یہ نرم یا سخت ہے۔ اسی طرح بخار یہ بتاتا ہے۔ کہ اندر فلاں قسم کی خرابی ہو گئی ہے۔ کبھی ٹائیفائڈ اور کبھی ملیریا کبھی کچھ کبھی کچھ تو مخلوق کے اندرونی حواس بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ اس لئے میں

جماعت کو یہ نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ اندرونی حواس بھی کچھ کم ذمہ واری والے نہیں ہیں۔ اور ان کی طرف توجہ بھی ضروری ہے۔ ہم بیرونی حواس سے تعلق رکھنے والی باتوں پر بہت زور دیتے ہیں۔ بے شک ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم دوسروں سے کہیں۔ نماز پڑھو مگر اس کے ساتھ ہمارا یہ بھی فرض ہے۔ کہ دیکھیں ہمارا نفس بھی نماز پڑھتا ہے یا نہیں۔ اور دراصل

مخلوق کا حصہ

تو یہی ہے۔ ہم خالقیت کی جو چادر اوڑھتے ہیں وہ تو مانگی ہوئی ہے۔ جب ہم دوسرے سے کہتے ہیں کہ نماز پڑھو تو خدا تعالےٰ کا کام کرتے ہیں۔ اور ہمیں یہ بھی دیکھنا چاہیئے۔ کہ بندہ ہونے کے لحاظ سے جو کام ہمارے ذمہ ہے وہ بھی ہوتا ہے یا نہیں۔ جو یہ ہے۔ کہ دیکھیں ہمارا نفس بھی نماز پڑھتا ہے یا نہیں۔ ہم لوگوں سے کہتے ہیں چندہ دو۔ یا خود دیتے ہیں۔ تو یہ

خدا تعالےٰ کا کام

ہے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ ولنفسك عليك حق۔ اس لئے یہ بھی دیکھنا چاہیئے۔ کہ ہم اپنے نفس کو بھی چندہ دیتے ہیں یا نہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ نفس کو ہم روپیہ تو دے نہیں سکتے بیرونی دنیا کا چندہ روپیہ ہے۔ لیکن اندرونی دنیا کا یہ نہیں ہو سکتا اس کا خزانہ

دل و دماغ

میں ہے۔ اور اس لئے نفس کا چندہ صحیح علم اور صحیح فکر ہے۔ جس طرح بیرونی دنیا کی تربیت کے لئے روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اندرونی دنیا کے لئے صحیح فکر کی ضرورت ہے۔ منافقت بالعموم صحیح فکر نہ ہونے کی وجہ سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کسی سے دوستی ہوئی۔ اور اس کی نیکی کو دیکھ کر اس سے تعلق پیدا کر لیا۔ اور اس طرح اپنے لئے ایک رستہ مقرر کر لیا جاتا ہے۔ اس کے بعد حالات میں خواہ کتنی تبدیلی کیوں نہ پیدا ہو جائے یہ اس رستہ پر ہی چلیں گے۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ کہ ہم کسی شخص کو پکڑنے کے لئے دوڑتے ہیں۔ وہ شمال کی طرف بھاگ رہا ہے۔ اور اس لئے اس کے پیچھے ہم بھی شمال کی طرف ہی بھاگیں گے۔ لیکن جب وہ اپنا رخ بدل کر مشرق کی طرف بھاگنے لگے تو ہمیں بھی چاہیئے۔ کہ اپنا رخ بدل لیں۔ اور اگر نہ بدلیں گے تو

تمام دوڑ دھوپ رائیگاں

جائے گی۔ تو انسانی حالات بھی بدلتے رہتے ہیں۔ اور جب دوست کی حالت میں تبدیلی ہو گئی۔ تو اسے بھی چاہیئے کہ اس کے ساتھ

تعلقات کی نوعیت میں تبدیلی

کرے۔ اور اگر یہ نہیں بدلتا۔ تو یہ اس کی بیماری کی علامت ہے منافقت میں ترقی اور منافقت کی ترقی بھی صحیح فکر نہ ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ منافق اس سے فائدہ اٹھاتا اور دوسروں کو بھی اس مرض میں مبتلا کر دیتا ہے۔ یہ شکار ایسے ہی لوگ بنتے ہیں جو کسی کو اسکی نیکی کی وجہ سے دوست بناتے ہیں۔ اور پھر کبھی اس بات پر غور نہیں کرتے۔ کہ اس کی نیکی میں کوئی فرق آیا ہے یا نہیں۔ حالانکہ کسی کے متعلق کبھی یہ اطمینان نہیں ہو سکتا۔

کہ اس کی حالت یکساں رہے گی۔ جس چیز کے متعلق ہم مطمئن ہو سکتے ہیں۔ وُہ

خدا تعالیٰ کا وعدہ

ہے۔ جس کے لئے اس نے فرما دیا ہے۔ کہ یہ نہیں بدلتا۔ اور اس کے بغیر اگر کسی کے متعلق کوئی شخص مطمئن ہے۔ تو ہو سکتا ہے۔ کہ ایک دن وُہ خود بھی کسی مرض میں مبتلا ہو جائے۔ پس

نفسِ انسانی کا چندہ

صحیح فکر ہے۔ ہر چیز کو اس ذریعہ دیکھیو۔ جو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ تمام علوم کی ترقی صحیح فکر سے ہوتی ہے۔ جو لوگ صحیح فکر کے عادی نہیں ہوتے۔ وُہ خود بھی گمراہ ہوتے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ کل ہی ایک نوجوان مبلغ میرے پاس آئے۔ اور کہا۔ کہ مجھے کوئی نصیحت کریں۔ میں نے کہا۔ کہ میری نصیحت یہی ہے۔ کہ

صحیح فکر کی عادت

ڈالو۔ میری ذاتی کوشش یہی ہوتی ہے۔ کہ دشمن کی بات کو یونہی غلط نہ قرار دے دوں۔ بلکہ اگر وُہ سچی ہو۔ تو اسے سچی کہوں۔ اور غلط ہو۔ تو غلط۔ اور اس وجہ سے جب میں غور کرتا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ مجھے یہ توفیق دیتا ہے۔ کہ اس کی تہ کو پہونچوں۔ اور بسا اوقات میں دیکھتا ہوں کہ وُہ اتنی بُری نہیں ہوتی یا اتنی بے وقوفی کی نہیں ہوتی جتنی بظاہر نظر آتی ہو۔ جب میں

فلسفیانہ رنگ میں

اس پر غور کرتا ہوں۔ اور خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے کرتا ہوں۔ تو اس کی اہمیت مجھے نظر آ جاتی ہے اس لئے میں اُسے ٹالنے والا جواب نہیں دیتا۔ بلکہ اس کی اہمیت کو مدِ نظر رکھتے ہُوئے جواب دیتا ہُوں اور یہ بات میری

علمی ترقی کا موجب

ہوتی ہے۔ جو شخص دشمن کی بات کو جھوٹا قرار دے کر اس کو ٹال دیتا ہے۔ اس کے لئے قرآن کریم بھی نہیں کھُل سکتا۔ اس لئے کہ اس نے سوال کی صورت کو بگاڑ دیا۔ اور بگڑے ہُوئے سوالات کا جواب قرآن کریم نہیں دیتا۔ لیکن جب وہ اس پر غور کرتا۔ سوچتا۔ اور دیکھتا ہے۔ کہ اس کے اندر کیا باریکیاں ہیں۔ اور پھر اگر دیکھتا ہے۔ کہ اس کا کوئی حصہ ایسا ہے۔ جس کا جواب کوئی نہیں۔ اور وُہ سچ ہے۔ تو اسے مان لیتا ہے۔ تو اس سوال کا جواب اسے ضرور قرآن کریم سے مل جائیگا۔ پس

صحیح فکر نہایت ضروری چیز ہے

اسی سے صحیح ہدایت پیدا ہوتی ہے۔ اور یہی نفس کا چندہ ہے۔ اور جو اس کی عادت نہیں ڈالتا۔ وُہ اپنے نفس کو بھوکا مارتا ہے۔

اسی طرح روزہ انسان کے نفس کو ترقی دینے والی چیز ہے۔ اور ہمارا صرف یہ فرض نہیں۔ کہ دوسروں سے کہیں۔ روزے رکھو۔ بلکہ یہ ہے کہ خود بھی رکھیں۔ مگر بہت کم لوگ ہوں گے۔ جو روزے کی فرضیت کے قائل ہوں گے۔ تم کہو گے۔ کہ یہ بات صحیح نہیں۔ اکثر لوگ اس کی

فرضیت کے قائل

ہیں۔ لیکن میں پوچھتا ہوں۔ کہ جن لوگوں کے روزے رمضان میں رہ جائیں۔ ان میں سے کتنے پھر سال کے دوران میں بقیہ روزے رکھتے ہیں۔ یقیناً ایک بڑی تعداد نہیں رکھتی۔ خصوصاً عورتیں جو رمضان میں خاص ایام یا خاص حالات کی وجہ سے روزے نہیں رکھتیں۔ وُہ بہت کم بعد میں ان روزوں کو پورا کرتی ہیں بدقسمتی سے مسلمانوں میں یہ خیال ہے کہ روزہ کی فرضیت صرف رمضان میں ہے۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ یہ سارے سال میں ہے۔ اور جو لوگ کسی وجہ سے رمضان میں روزے نہ رکھ سکیں ان کو

سال کے دُوسرے دنوں میں

پورے کرنے چاہئیں۔ لیکن بہت کم لوگ ایسا کرتے ہیں۔ حالانکہ نفس کی اصلاح بہت ضروری ہے۔ اور ایک اہم فرض بلکہ عبودیت کے لحاظ سے نہایت ہی اہم فرض ہے۔ پھر جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ تبلیغ بہت ضروری چیز ہے۔ مگر یہ الوہیت کا فرض ہے

عبودیت کا فرض

وُہ ہے۔ جو انسان کی اپنی ذات سے تعلق رکھتا ہو۔ مگر لوگ الوہیت کے اس فرض یعنی تبلیغ کو تو ادا کریں گے۔ لیکن عبودیت کا فرض نظر انداز کر دیں گے۔ نمازوں میں سستی کرتے ہیں

ذکرِ الٰہی کا رواج

بھی لوگوں میں بہت کم ہے۔ جو دوست مسجد میں پہلے آ جاتے ہیں۔ وہ لغو باتوں میں مصروف رہتے ہیں۔ اور اس طرح مل کر وقت ضائع کرتے ہیں۔ اور اسی کے نہ ہونے سے طبائع میں شوخی ہوتی ہے۔ میرا تجربہ ہے کہ ذکرِ الٰہی

نفس کی شوخی

کو دُور کرتا ہے۔ اور اس کی کثرت تمسخر اور استہزاء سے بچاتی ہے۔ بعض لوگوں میں یہ عادتِ بد ہوتی ہے۔ کہ وُہ تمسخر کے رنگ میں قرآن کریم کی کوئی آیت پڑھ دیتے ہیں۔ یا دین کے کسی معاملہ میں ہنسی کر دیتے ہیں۔ یا کسی بزرگِ دین کے ذکر پر استہزاء سے کام لیتے ہیں۔ یہ سب باتیں ذکرِ الٰہی کی کمی کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ اور

منافقت کی بنیاد

ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم ذکر الٰہی انسان کے اندر بُری باتوں سے ڈر پیدا کرتا ہے۔ ذکرِ الٰہی کرنے والا ہمیشہ بے ہودہ۔ اور لغو مذاق سے بچتا ہے۔

پس آج میں جماعت کو

اس امر کی طرف توجّہ

دلاتا ہوں۔ کہ ہمیں نہ صرف الوہیت کے۔ بلکہ وُہ فرائض بھی ادا کرنے کا پُورا پُورا احساس ہونا چاہیئے۔ جو مخلوق ہونے کی حیثیت میں ہم پر عائد ہوتے ہیں۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے مرکّب بنایا ہے۔ اس پر ربوبیت کی چادر بھی ڈالی گئی ہے۔ اور یہ مخلوق بھی ہے ربوبیت کی چادر اُسے اعلیٰ کمالات پر لے جانے کے لئے ہے لیکن جب تک نقائص دُور نہ ہوں۔ ترقی ممکن نہیں۔ اعلیٰ مقام پر پہونچنا کیسے ہو سکتا ہے۔ تم میلوں لمبا غبارہ بنا دو۔ اور اس میں گیس بھی بھر دو۔ لیکن اس میں

دو چھوٹے چھوٹے سوراخ

بھی اگر کر دو۔ تو وہ اُوپر نہیں نہیں جا سکے گا۔ اسی طرح جس شخص کی ذات میں کمزوریاں اور نقائص ہیں۔ وُہ تو چھاج ہے۔ غربال ہے۔ جس میں سے روحانیت نکل جائے گی۔ روحانی چیزیں تو ایسی

باریک اور لطیف

ہوتی ہیں۔ کہ چھوٹے سے چھوٹے سوراخ سے بھی بہہ جاتی ہیں۔

پس جب تک ان سوراخوں کو بند نہ کیا جائے۔ کوئی فائدہ نہیں۔ مخلوق ہونے کے لحاظ سے جو باتیں ہم پر فرض ہیں۔ تکمیل کے لئے ان کا پورا کرنا بھی اشد ضروری ہے۔ بے ہودہ ہنسی۔ مخول۔ اور نمازوں میں سستی کو ترک کر دو۔ پابندی کے ساتھ نمازیں پڑھو۔ ذکرِ الٰہی کرو۔ روزے باقاعدہ رکھو۔ پھر طوعی روزے بھی رکھو۔ اپنے نفس کی اصلاح کے لئے جاگنے کی عادت ڈالو اور اس پر بوجھ ڈالو۔ ان باتوں سے صحیح تقوےٰ پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر اس سے ترقی کرکے

ربوبیت کا مقام

آتا ہے۔ اور یہی صحیح طریق ترقی کرنے کا ہے۔ ورنہ جو شخص سوراخ بند کرنے کے بغیر غبارہ میں گیس بھرتا ہے۔ وہ اسے بلندی پر پہونچانے میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ کیونکہ اس کی گیس باہر نکل جائے گی۔ پس ان دونوں حصوں کو مکمل کرو تا تمہارا نفس مکمل ہو اور تا تمہیں روحانی گیس اوپر اٹھا سکے۔ اسی کی طرف قرآن کریم نے اشارہ فرمایا ہے۔ کہ والعمل یرفعہ عمل صالح یعنے

بنی نوع انسان سے تعلق رکھنے والی نیکیاں

اسے اوپر اٹھاتی ہیں۔ اور گیس کا کام دیتی ہیں۔ جو عمل بیرونی دنیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ الوہیت کا چندہ ہیں اور جو اپنی ذات کے لئے ہیں وہ نفس کا چندہ ہیں۔ اور جب تک یہ دونوں حواس مکمل نہ ہوں۔ ترقی نہیں ہو سکتی۔ بعض لوگوں کی آنکھیں بیمار ہوتی ہیں۔ وہ دیکھ تو سکتی ہیں۔ مگر رنگوں میں امتیاز نہیں کر سکتیں ریلوے کے امتحانات کے وقت یہ امر خاص طور پر دیکھا جاتا ہے۔ کہ رنگ صحیح نظر آتا ہے یا نہیں۔ پہلے تو اس

بیماری کا علم

ہی نہ تھا یا علم تو تھا مگر یہ علم نہ تھا۔ کہ کثرت سے لوگ اس میں مبتلا ہوتے ہیں۔ جب سے ریلوے کے امتحانات شروع ہوئے ہیں۔ اس کی اہمیت ظاہر ہو گئی ہے۔ ریلوے میں اس کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ تا ایسا نہ ہو کہ سرخ جھنڈی دکھائی جائے اور وہ اسے سبز سمجھ لے۔ اور اس طرح گاڑی کو ہی کہیں ٹکرا دے چنانچہ ان امتحانوں کے بعد پتہ لگا ہے۔ کہ ایک خاصی تعداد لوگوں کی ایسی ہے جو رنگوں کے پہچاننے میں غلطی کر جاتی ہے۔ اسی طرح بعض دفعہ کانوں میں نقص ہو جاتا ہے۔ کسی اندرونی نقص کی وجہ سے حس کمزور ہو جاتی ہے اور انسان کا جسم بیمار ہوتا ہے۔ پس ان دونوں

حسوں کی درستی

جس طرح ظاہری جسم کے لئے ضروری ہے اسی طرح روحانی جسم کے لئے بھی ضروری ہے۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے بیرونی حواس الوہیت والے افعال ہیں ان سے انسان کبھی محسن بنتا ہے۔ کبھی ساجد۔ کبھی مالک۔ بعض صفات اللہ تعالےٰ کی ایسی ہیں جو اپنی ذات میں مکمل ہیں۔ جیسے اللہ تعالےٰ حی ہے اس کے زندہ ہونے کا مخلوق کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اور بھی ایسی صفات ہیں جن کی حقیقت انسان پر نہیں کھولی جاتی۔ اس لئے کہ ان کا واسطہ انسان کے ساتھ نہیں ہوتا۔ ان کو قرآن کریم نے مجمل الفاظ میں یہ کہہ کر بیان کیا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے

عرش پر استویٰ

کیا۔ اس میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ وہ ایسی بالا طاقت ہے۔ کہ اس حد تک ہی انسان کی نظر جا سکتی ہے۔ اس سے اوپر نہیں۔

عرش ایک واسطہ ہے

جس طرح انسان مخلوق اور خدا تعالےٰ کے درمیان واسطہ ہے۔ اسی طرح عرش واسطہ ہے۔ اللہ تعالےٰ کی ذاتی صفات اور افادہ والی صفات کے درمیان وہ جو صفات ہیں۔ ان کا رحمانیت اور رحیمیت کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ اللہ تعالےٰ کس طرح ازلی ابدی ہے۔ یہ ایسی باتیں ہیں جن کو انسان سمجھ نہیں سکتا اللہ تعالےٰ کی ذاتی صفات کا علم نہ انسان کو ہے نہ ہو سکتا ہے۔ ہاں جو بندوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان کا مظہر انسان کو بنایا گیا ہے۔ اور تکمیل کے لئے ہم سے دونوں باتوں کی امید رکھی گئی ہے۔ یعنی اپنی ذات کو بھی نقائص سے پاک کیا جائے۔ اور دوسروں کے ساتھ بھی حسن سلوک کرنے والے ہوں۔ چندہ دینا۔ تبلیغ کرنا۔ یہ ایسی نیکیاں ہیں جو

الوہیت کے ساتھ تعلق

رکھتی ہیں۔ اور نمازوں کو سنوار کر پڑھنا۔ ذکر الٰہی کرنا۔ ہنسی ٹھٹھے سے بچنا۔ روزہ رکھنا۔ حج کرنا۔ یہ ایسی نیکیاں ہیں جو نفس انسانی کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ اور ان کی تکمیل کے بغیر انسان کبھی اعلےٰ مقام پر نہیں پہنچ سکتا۔ اور یہ ایسی عبادات ہیں۔ جن میں دوسروں کا کوئی فائدہ نہیں۔ فکر کی صحت

خیالات کی پاکیزگی

وغیرہ باتوں کی طرف بھی دوستوں کو ایسی ہی توجہ کرنی چاہیئے جیسی چندہ کی طرف جو شخص صرف ان باتوں کی طرف توجہ رکھتا ہے۔ جو دوسروں کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ اور اندرونی اصلاح کا فکر نہیں کرتا۔ اس کی مثال اس شخص کی ہے۔ جو دوسرے کے گھر کی حفاظت کے لئے تو جائے۔ مگر اپنے گھر کی فکر نہ کرے۔ دوسرے کے گھر کی حفاظت بھی اچھی بات ہے۔ لیکن

اپنے گھر کو تباہ کر لینا

بھی درست نہیں۔ اگر انسان کا اپنا نفس خراب رہے۔ اور بیرونی دنیا اچھی ہو جائے تو اسے کیا۔ جب نفس کی حالت درست نہ ہو۔ تو سب سے پہلے اسے درست کرنا چاہیئے۔ اور پھر دوسروں کی اصلاح سے بھی غافل نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر تمہارے اندر

الوہیت کا جلوہ

نہیں۔ یعنے تم دوسروں کو نہیں بچا سکتے یا دوسروں کا تو خیال رکھتے ہو۔ لیکن تمہارا اپنا نفس تباہی کی طرف جا رہا ہے۔ تو تمہارا وجود ایک کافر کے وجود کی طرح ہے۔ جو نہ اپنے کام آ سکتا ہے اور نہ دوسروں کے۔ مومن وہی ہے جو اپنی جان کو بھی بچاتا ہے۔ اور دوسروں کو بھی۔ وہ الوہیت کا بھی مظہر ہوتا ہے۔ اور عبودیت کا بھی۔ یہی اصل غرض ہے دنیا کے پیدا کرنے کی کہ ایسی مخلوق پیدا کی جائے۔ جو ایک طرف

خدا تعالےٰ کی مظہر

ہو۔ اور دوسری طرف عبودیت کی۔ خدا تعالےٰ اپنی باریک مصلحتوں کے ماتحت چاہتا ہے۔ کہ اس کی مخلوق میں سے کچھ ایسے بھی ہوں جو الوہیت کی چادر اوڑھنے والے ہوں۔ اور دوسری طرف مخلوق کا بھی کامل مظہر ہوں ؛ پس میں

جماعت کے دوستوں کو نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ اس امر کی طرف خصوصیت سے توجہ کریں۔ کہ خالی چندے دے دینا یا تبلیغ کر دینا کافی نہیں۔ ہنسی اور ٹھٹھے کی عادت چھوڑ دو۔ نماز اور روزہ کو باقاعدگی کے ساتھ ادا کرو۔ جن کو اللہ تعالےٰ توفیق دے۔ ان کے لئے

حج بھی ضروری

ہے۔ بیسیوں ایسے ہیں جن کو حج کی توفیق ہے مگر وہ خیال نہیں کرتے۔ کئی ملازم ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ پنشن لے کر حج کو جائیں گے۔ لیکن یہ خیال نہیں کرتے کہ پنشن پانے کے بعد زندگی پائیں گے بھی یا نہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے۔ کہ بعض لوگ پنشن کے بعد ایسے بیمار پڑتے ہیں۔ کہ اس قابل ہی نہیں رہتے۔ یہ نہیں کہ اللہ تعالےٰ ان کو سزا دے گا۔ اپنی نیت کا بدلہ وہ ضرور پائیں گے۔ مگر

ترقیات سے محروم

تو رہ ہی جائیں گے۔ پنشن تو گورنمنٹ اسی وقت دیتی ہے۔ جب اچھی طرح نچوڑ لیتی ہے۔ اور سمجھتی ہے۔ کہ اب ہمارے کام کا نہیں رہا۔ پھر بعض لوگ کاروبار کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اگلے سال جائیں گے پھر اس سے اگلے سال کا ارادہ کر لیتے ہیں۔ حالانکہ دنیا کے کام تو ختم ہوتے ہی نہیں۔ اگر خدا تعالےٰ نے توفیق دی ہو تو کر ہی لینا چاہیئے۔

میں جب

تعلیم کے لئے مصر

گیا- توارادہ تھا- کہ حج بھی کرتا آؤں گا- مگر یہ پختہ ارادہ نہ تھا- کہ اسی سال حج کروں گا- یہ بھی خیال آتا تھا- کہ واپسی پر حج کرلوں گا- جب میں بمبئی پہونچا- تو وہاں ناناجان صاحب مرحوم بھی آملے وہ براہ راست حج کو جارہے تھے- اسپر میرا بھی ارادہ پختہ ہوگیا- کہ اسی سال انکے ساتھ حج کرلوں- جب پورٹ سعید پہنچے- تو میں نے رویا میں دیکھا- کہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تشریف لائے ہیں- اور فرماتے ہیں- کہ اگر حج کی نیت ہے- تو کل ہی جہاز میں سوار ہوجاؤ- کیونکہ یہ آخری جہاز ہے گو حج میں ابھی دس پندرہ روز کا وقفہ تھا- مگر فاصلہ بھی وہاں سے قریب ہے اس لئے خیال کیا جاتا تھا- کہ ابھی کئی جہاز حاجیوں کے مصر سے جدہ جائینگے میرے ساتھ عبدالحی صاحب عرب بھی تھے- وہ اس بات پر زور دیتے تھے- کہ اگلے جہاز پر چلے جائیں گے- مگر مجھے چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا- کہ اگر نیت ہے تو اسی جہاز پر چلے جاؤ- ورنہ جہازوں میں روک پیدا ہوجائیگی اس لئے میں نے پختہ ارادہ کرلیا- وہاں جو ایک دو اصحاب واقف ہوئے تھے وہ بھی کہنے لگے- کہ ابھی تو کئی جہاز جائینگے قاہرہ اور سکندریہ وغیرہ دیکھتے جائیں اتنی دور آکر ان کو دیکھے بغیر چلے جانا مناسب نہیں- مگر میں نے کہا- کہ مجھے چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے- کہ کل نہ جانے سے حج سے رہ جانے کا خطرہ ہے- اس لئے میں تو ضرور جاؤں گا- چنانچہ اس جہاز ران کمپنی سے گورنمنٹ کا کوئی جھگڑا تھا- اور اس نے ایسی صورت اختیار کرلی کہ

وہ جہاز آخری

ثابت ہوا- اور کمپنی والے اس سال اور جہاز حاجیوں کے نہ لے گئے- حج کے بعد جب میری نیت ہوئی- کہ مصر چل کر عربی پڑھوں- تو لوگوں نے مجھے بتایا کہ قانون کے مطابق اب تین ماہ تک آپ مصر میں داخل نہیں ہوسکتے- اتنے میں مکہ میں ایسا ہیضہ پھیلا- کہ ایسا نظارہ بہت کم لوگوں نے دیکھا ہوگا- انتہاء درجہ کی تباہی ہوئی- میں نے انفلوانزا کی تباہی بھی دیکھی ہے- آپ بھی کئی بار بیمار رہا ہوں- مگر

ایسا تکلیف دہ نظارہ

کبھی نہیں دیکھا- ہاں تو مکہ پہونچکر اس خیال سے کہ یہ مواقع کہاں ملتے ہیں- میں نے وہاں تبلیغ شروع کردی مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی بھی وہاں تھے- مجھے اطلاع ملی کہ وہ کہتے ہیں کہ میرے ساتھ مباحثہ کیا جائے- ہمارے

ایک رشتہ دار

تھے- جو ناناجان مرحوم کی ہمشیرہ کے بیٹے تھے- اور اس لحاظ سے ہمارے ماموں تھے- وہ بھی اہلحدیث خیال کے تھے- اور مولوی ابراہیم صاحب کے مداحوں میں سے تھے- وہ بھی کوشش کرتے تھے کہ مناظرہ ہوجائے- ان کا خیال تھا- کہ یہاں باقاعدہ حکومت کوئی نہیں- اگر مباحثہ ہوا تو لوگ انہیں مار ڈالیں گے- اور اس طرح ایک کانٹا نکل جائیگا- لیکن وہاں اہلحدیثوں کو لوگ سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے- جب مولوی ابراہیم صاحب کی آمد کا چرچا ہوا- تو انہیں خود وہاں سے جلد بھاگنا پڑا- شریف کے بیٹوں کے ایک استاد تھے جن کا نام عبدالستار تھا- بہت شریف آدمی تھے- میں ان سے ملا- تو انہوں نے بتایا- کہ میں خود بھی اہلحدیث ہوں- اور یہ تعلیم کا کام میں اس لئے کرتا ہوں کہ چھپا رہوں اس پوزیشن میں ہونے کی وجہ سے میرے خلاف کوئی شخص شرارت کرنے کی جرأت نہیں کرتا- میری باتیں سنکر کہنے لگے- کہ

باتیں تو بہت معقول ہیں

لیکن میرے سوا کسی اور سے یہ نہ کریں ورنہ آپ کی جان کی خیر نہیں- میں نے ان سے کہا کہ آپ کس کے ساتھ یہ باتیں کرنے میں ہمارے لئے زیادہ خطرہ سمجھتے ہیں- اور اس لئے چاہتے ہیں- کہ اس سے ہرگز یہ باتیں نہ کریں- وہ کہنے لگے- کہ فلاں شخص سے ہرگز نہ کرنا- میں نے کہا کہ اسے تو میں پورا ایک گھنٹہ تبلیغ کرکے آیا ہوں- پوچھنے لگے- پھر کیا ہوا میں نے کہا کہ میں تبلیغ کرتا رہا- اور وہ غصہ کا اظہار کرتا رہا- کبھی کبھی جوش میں آکر یہ بھی کہدیتا تھا- کہ افسوس نہ ہوئی تلوار ورنہ سر اڑا دیتا- اپنے جس رشتہ دار کا میں نے ذکر کیا- وہ خوب شور مچاتے پھرتے تھے- کہ یہ

واجب القتل

ہیں- یہ بھوپال کے رہنے والے تھے ان کے ساتھ وہاں کے ایک اور شخص بھی جو بھوپال ہی کے رہنے والے اور نواب صدیق حسن خاں کے نواسے تھے شامل تھے- لیکن ادھر حج ختم ہوا- اور ادھر ہیضہ پھوٹ پڑا- ہمارا بھی ارادہ ہوگیا- کہ جدہ چلے جائیں اور آخری ملاقات کے لئے ان سے ملنے کے لئے گئے- جب مکان پر پہونچے- تو کیا دیکھا کہ مکان پر لوگ جمع ہیں غسل وغیرہ کا سامان ہو رہا ہے- افسردگی طاری ہے- پتہ کیا کہ کیا بات ہے تو معلوم ہوا- کہ ان کو ہیضہ ہوا- اور

فوت ہوگئے

انہی دنوں ایک اور دوست سے ملنے گئے- تو میں نے دیکھا- کہ ایک ہندوستانی کو بعض لوگ کوٹھے سے اتار کر نیچے گلی میں چھوڑ گئے- وہ تڑپ رہا تھا- اس نے بتایا- کہ میرے پاس کچھ روپیہ تھا- جو ان لوگوں نے نکال لیا- اور مجھے یہاں پھینک گئے ہیں- جہاں تک یاد ہے تھوڑی ہی دیر میں وہ فوت ہوگیا- میں نے خود لاشوں کو

کتوں کو چاٹتے

دیکھا ہے- غرضکہ ایسی تباہی تھی جس کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں- تو اللہ تعالےٰ نے مجھ سے حج کرانا تھا- اس لئے یہ موقع مل گیا- ادھر ہیضہ پھوٹا اور ادھر مصر جانے میں روکاوٹ پیدا ہوگئی- اس پر میں نے واپسی کا ارادہ کرلیا- جدہ کے انگریزی قنصل خانہ میں بھی ہمارے ننھیال کے ایک رشتہ دار میر منشی تھے- بھوپال کے جس رشتہ دار کا میں نے ذکر کیا ہے وہ تو ناناجان مرحوم کے رشتہ داروں میں تھے اور یہ نانی اماں صاحبہ مرحومہ کے رشتہ داروں میں تھے- یہ ایک عجیب بات ہے کہ ہمارے جتنے رشتہ دار ناناجان مرحوم کی طرف سے تھے وہ بالعموم مخالف تھے- اور جتنے نانی اماں صاحبہ کی طرف سے تھے- وہ بالعموم محبت کرنیوالے تھے یہ غالباً ان کی خالہ کے لڑکے تھے اور بہت محبت کرتے تھے- جہاز چونکہ کم تھے- اور لوگ جلدی واپس ہونا چاہتے تھے- اس لئے

ٹکٹ ملنے میں سخت دشواری

تھی۔ ہم جب جدہ پہنچے تو ان سے کہا کہ جلد ٹکٹوں کا انتظام کر دیں تا پہلے جہاز میں واپس ہو سکیں۔ انہوں نے جہاز ران کمپنی کے دفتر میں بٹھا دیا۔ یہ کمرہ بہت اونچا تھا۔ اتنے میں ایک دبلا پتلا آدمی نیچے آیا۔ میں کھڑکی میں بیٹھا تھا۔ اور وہاں ہاتھ بمشکل اونچا کر کے پہنچ سکتا تھا۔ ہجوم اور شور بہت تھا۔ اور ہر طرف سے ٹکٹ ٹکٹ کا شور بلند ہو رہا تھا۔ مگر وہ مجمع کو چیرتا پھاندتا کھڑکی کے نیچے پہنچا۔ اس نے خیال کیا کہ شاید میں کمپنی کا ملازم ہوں۔ مجھ سے پوچھنے لگے کہ آپ کمپنی میں کام کرتے ہیں۔ میں نے کہا میں تو مسافر ہوں کہ پھر آپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں۔ میں نے کہا میرے ایک عزیز یہاں بٹھا گئے ہیں۔ اور ٹکٹوں کی خرید کا انتظام کر رہے ہیں۔ اس پر وہ کہنے لگے۔ کہ ہمارا چالیس - پینتالیس عورت اور مردوں کا قافلہ ہے۔ بڑی مصیبت کا سامنا ہے۔ مگر ہمیں سب سے زیادہ فکر عورتوں کا ہے۔ اگر آپ دس بارہ ٹکٹ خرید دیں۔ تو ہم عورتوں کو یہاں سے نکال دیں۔ اور مردوں کے ساتھ گذر رہے گی۔ کائیں گے۔ میں نے کہا۔ کہ عورتیں اکیلی کس طرح جائیں گی۔ اس پر وہ کہنے لگا۔ کہ اگر دو چار اور ٹکٹ مل سکیں تو کچھ مرد بھی ان کے ساتھ جا سکیں گے اور آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔ ہمارے وہ رشتہ دار ہوتے تھے۔ ہم انہیں ماموں کہا کرتے تھے۔ میں نے ان سے کہا۔ کہ ماموں ان لوگوں کی

حالت قابل رحم

ہے۔ آپ ان کو بھی ٹکٹ لا دیں۔ انہوں نے کہا۔ کہ یہ بہت مشکل ہے۔ مگر میں نے اصرار کیا۔ کہ ضرور لا دیں۔ اور میری خاطر لا دیں۔ وہ گئے اور دس بارہ ٹکٹ لا کر دے دئے میں نے وہ ٹکٹ کھڑکی میں سے انہیں پکڑا دئے اور انہوں نے کھڑکی میں سے روپیہ پکڑا دیا۔ جب ہم جہاز پر سوار ہونے کے لئے گئے۔ تو وہ دروازہ پر ملے بہت ممنونیت کا اظہار کیا اور بڑی تعریف کی۔ اور جب میں نے ان کی تعریف پوچھی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ یہ وہ دوسرے شخص تھے۔ جنہوں نے

ہمیں مروانے کی کوشش

کی تھی۔ اور جو کہتے تھے۔ کہ ان کا یہاں آنے کا حق کیا ہے۔ اس پر وہ بھی بہت شرمندہ ہوئے۔

غرضیکہ ہم حج کر کے واپس ہندوستان آ گئے۔ مصر جانا محض ایک بہانہ ہی ہوا۔ اور اگر اس وقت حج نہ ہو جاتا۔ تو اب جس قسم کے انتظامات کی ضرورت ہے۔ نہ اتنا روپیہ ہوتا کہ یہ انتظامات ہو سکتے۔ اور نہ حج ہوتا۔ اور اب تو ممکن ہے۔ اس ملک کی حکومت ہی اجازت نہ دے۔ تو کئی لوگ خواہش تو رکھتے ہیں۔ مگر وقت پر اسے پورا نہیں کرتے۔ اور اس طرح ان کا

نفس لنگڑا

ہی رہ جاتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے کہ ولنفسک علیک حق وہ اس کی تعمیل نہیں کر سکتے۔ بہت لوگ گناہوں میں اس لئے مبتلا ہو جاتے ہیں کہ ان کے نفس میں قوت پیدا نہیں ہوتی ہوتی وہ الوہیت کے کام کرتے ہیں۔ مگر اپنے نفس کو بھول جاتے ہیں۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ بعض دفعہ ایسے گڑھے میں گرتے ہیں۔ کہ نکلا نہیں جاتا۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ ہمیں توفیق دے۔ کہ ہم

خالق کے بھی اور مخلوق کے بھی

کامل مظہر بن سکیں۔ آمین۔

احمدیت کیلئے نئی زمین اور نیا آسمان بنانے کیلئے مالی قربانی کی ضرورت

سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"اگر تاج محل کے بنانے کے لئے اتنے وسیع حوصلہ کی ضرورت ہو سکتی تھی۔ تو خدا تعالیٰ کے لئے نئی زمین بنانے کے لئے کتنے وسیع حوصلہ اور کتنی بڑی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ ہمیں بھی اسی طرح اپنی جانیں اور اپنے اموال قربان کرنے پڑیں گے۔ جس طرح انجنیئر نے شاہجہان کا روپیہ قربان کیا تھا۔

میں جانتا ہوں کہ ہر شخص کی عقل اتنی وسیع نہیں ہوتی کہ وہ قربانیوں کی حقیقت کو سمجھ سکے۔ بعض تھوڑدلے ہوتے ہیں وہ نہ دین کی عظمت کو جانتے ہیں۔ نہ قربانی کی حقیقت سے واقف ہوتے ہیں۔ نہ خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کی محبت کی ان کے نزدیک کوئی قیمت ہوتی ہے۔ ان کی ایک ایک پیسہ پر جان نکلتی ہے۔ اور دین کے لئے خرچ کرنا انہیں موت دکھائی دیتا ہے۔ مگر وہ جانتے ہیں کہ کام کتنا بڑا ہے۔ جو سمجھتے ہیں کہ قربانیاں اپنے اندر کیا عظمت و شان رکھتی ہیں جو خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کی محبت کے مقابلہ میں دنیاوی مال و متاع کو ایک حقیر اور ایک ذلیل چیز قرار دے کر اسے قربان کرنا کوئی بڑی بات نہیں سمجھتے وہ قربانیوں پر بجائے غمگین ہونے کے خوش ہوتے اور قربانیوں کو سستا سودا سمجھتے ہیں ایسے آدمی خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت میں کم نہیں۔ ہزارہا ہیں جو اس قسم کا اخلاص اور اس قسم کی محبت رکھتے ہیں۔

یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور وہ خود ایسے آدمی کھڑے کرے گا جو سلسلہ کی مالی اور جانی خدمات سرانجام دیں گے لیکن میں نہیں چاہتا کہ ایک بھی ہم میں سے تباہ ہو۔ اس لئے میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ میرا راستہ لمبا اور تکلیفوں سے پر ہے جو لوگ کمزور ہیں انہیں چاہئے کہ وہ اپنی کمزوری دور کر کے اپنے آپ کو مضبوط بنائیں اس رستہ میں مال کی قربانی بھی کرنی پڑے گی۔ جان کی قربانی بھی کرنی پڑے گی عزت کی قربانی بھی کرنی پڑے گی۔ وطن کی قربانی بھی کرنی پڑے گی۔ اور آرام و آسائش کی قربانی بھی کرنی پڑیگی۔ تب خدا تعالیٰ کا نور دنیا میں پھیلیگا"

تحریک جدید کے مالی مطالبہ پر لبیک کہنے والے احباب نوٹ فرمائیں کہ سال کے ختم ہونے میں نہایت قلیل عرصہ رہ گیا ہے۔ مگر وعدوں کی نسبت سے ایک بہت بڑی رقم جماعتوں اور افراد کے ذمہ ہے تحریک جدید کے مالی سکرٹریوں کو خاص توجہ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

شملہ ۲۲ اگست - آج مرکزی اسمبلی میں آرمی بل پر بحث ہوئی - مولانا شوکت علی نے کہا - کہ چونکہ مسلمان اقلیت میں ہیں اس لئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ اس بل کے معاملہ میں گورنمنٹ کی حمایت کریں - کانگرسیوں کو چاہئے - کہ ہمیں دھمکیاں نہ دیں - اور ہمارے ساتھ سینہ زوری نہ کریں - لابی میں ایک ممبر نے اس بناء پر ہمیں گالیاں بھی دی ہیں -

شملہ ۲۲ اگست - پنجاب گورنمنٹ نے پروفیسر رنگا ممبر مرکزی اسمبلی کو نوٹس دیا ہے کہ آپ متعلقہ حکام کی اجازت حاصل کئے بغیر شملہ میں کسی پبلک جلسہ میں تقریر نہیں کر سکتے - ورنہ قانون ترمیم ضابطہ فوجداری کے ماتحت آپ کو گرفتار کر کے مقدمہ چلایا جائے گا -

الہ آباد ۲۲ ستمبر - معلوم ہوا ہے کہ دورۂ یورپ پر روانہ ہونے سے پیشتر پنڈت جواہر لال نہرو کو جرمنی آنے کی دعوت دی گئی تھی - اور لکھا گیا تھا کہ گورنمنٹ کی طرف سے استقبال کیا جائے گا - لیکن پنڈت جی نے اس دعوت کو منظور نہیں کیا -

الہ آباد ۲۲ اگست - معلوم ہوا ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو نے گاندھی جی کو ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ گورنمنٹ فیڈرل سکیم میں کانگرس کی مرضی کے مطابق تبدیلی کرنے کے لئے تیار نہیں

شملہ ۲۲ اگست - ایک سرکاری کمیونک مظہر ہے - کہ ۲۰ اگست کی شام کو ایک سرکاری پٹرول پر قبائلیوں نے گولیاں چلائیں - فوراً کمک بھیجی گئی - نیز اس کی مدد کے لئے ہوائی جہاز بھی بھیجے گئے یا درسب نے مل کر قبائلیوں کو منتشر کر دیا -

کولمبو ۲۲ اگست - انگریز بیرن سر والٹر ڈرک لینڈ کی وفات ۷۸ برس کی عمر میں جا وا میں ہوئی ہے - آپ نے لنکا میں بدھ بھکشوؤں کی رہائش کے لئے ایک عمارت تعمیر کرنے کے لئے پچاس ہزار پونڈ کی رقم کی وصیت کی ہے -

ناسک ۲۲ اگست - بمبئی کے محکمہ تعلیم نے ڈاکٹر مونجے کی طرف سے بھونسلا کے مقام پر جاری کردہ ملٹری سکول کو ریکگنائز کر لیا ہے -

جالندھر ۲۱ اگست - گورنمنٹ پنجاب نے کریمنل لاء امینڈمنٹ ایکٹ کے ماتحت کامریڈ اقبال سنگھ کو نوٹس دیا ہے کہ پہلی ٹرین سے پنجاب سے نکل جائیں اور ایک سال تک واپس نہ آئیں - کامریڈ موصوف فوراً سہارنپور روانہ ہو گئے

پشاور ۲۱ اگست - حکومت افغانستان نے اعلان کیا ہے - کہ جن لوگوں کے پاس افغانی نوٹ ہوں - ۲۰ اگست تک انہیں افغان نیشنل بنک پشاور چھاؤنی میں داخل کر کے کابل بنک پر ڈرافٹ حاصل کریں - اور ۲۵ دسمبر تک اپنی مالیت کا مال افغانستان سے منگوا لیں ورنہ اس کے بعد کوئی تبادلہ نہ ہو سکیگا فرنٹیر چیمبر آف کامرس نے اس اعلان کے متعلق اپنی نارضامندی کا اظہار کیا ہے

شملہ ۲۲ اگست - یکم اگست ۱۹۳۶ء سے ۱۰ اگست ۱۹۳۶ء تک سرکاری ریلوں کو کل دو کروڑ ۱۴ لاکھ روپیہ کی آمدنی ہوئی ہے -

یروشلم ۲۲ اگست - چند روز پیشتر ایک عرب موٹر بس پر جو بم پھینکا گیا تھا - وہ ایک بارہ سالہ یہودی لڑکی کے قبضہ میں تھا - جسے گرفتار کر لیا گیا ہے -

دہلی ۲۲ اگست - ڈسٹرکٹ کانگرس کمیٹی مقامی گورنمنٹ کے سامنے جو مطالبات رکھنے والی ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ صوبہ دہلی کو بھی وہی درجہ دیا جائے - جو نئے آئین کے رو سے دوسرے صوبوں کو حاصل ہے نیز تمام سیاسی قیدیوں کو رہا کر دیا جائے - آل انڈیا کانگرس کمیٹی کی طرف سے اسے اختیار دیا گیا ہے کہ ان مطالبات کی نامنظوری کی صورت میں وہ سول نافرمانی کر سکتی ہے -

گورکھپور ۲۲ اگست - بہار اور یو پی میں اس دفعہ سیلاب نے ایسی تباہی مچائی ہے کہ جس کی نظیر نہیں ملتی لاکھوں آدمی بے گھر ہو گئے ہیں سینکڑوں مربع میل میں پانی ہی پانی نظر آتا ہے لوگ درختوں پر بیٹھے موت کے منتظر ہیں

شیخوپورہ ۲۱ اگست - ایک قریبی گاؤں کھوتھیاں کے ۱۰۰ اچھوتوں کے سکھ دھرم میں داخل ہونے کا خیال ظاہر کرنے پر کٹر سکھوں نے ان پر حملہ کر کے انہیں خوب زدوکوب کیا - اور ان کے گھروں سے سامان نکال کر باہر پھینک دیا - اچھوتوں نے حکام سے دادرسی کی فریاد کی ہے -

پٹنہ ۲۲ اگست - بہار اسمبلی نے یونائیٹڈ پریس نیوز سروس کو ۲۷ سو روپیہ بطور گرانٹ دینے کا فیصلہ کیا

سیالکوٹ ۲۲ اگست - پنڈ ونگل کے محلہ میں ایک عورت اپنے گھر میں بیٹھی کام کر رہی تھی - کہ ایک شخص نے زبردستی اس کی سونے کی چوڑیاں اتار لیں - اور فرار ہو گیا - اس کا خاوند کوٹھے پر سویا ہوا تھا - مگر اس کے اترنے تک ڈاکو غائب ہو چکا تھا -

ناگپور ۲۲ اگست - سی پی اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں گورنمنٹ کی طرف سے ایک بل پیش کیا جائے گا - جس کی رو سے ہائیکورٹ کو اس اختیار سے محروم کر دیا جائے گا - کہ وہ سول نافرمانی کی پاداش میں کسی وکیل کا لائسنس ضبط کر سکے -

ویانا ۲۲ اگست - ہر ہٹلر نے حکم دیا ہے کہ آسٹریا کے سابق چانسلر ڈاکٹر شوشنگ سابق تین وزراء اور سابق پولیس پریذیڈنٹ پر غداری کے الزام میں مقدمہ چلایا جائے -

الہ آباد ۲۲ اگست - آل انڈیا سٹوڈنٹس فیڈریشن کے زیر اہتمام ایک جلسہ میں مسٹر سمپورنانند وزیر تعلیم یو پی نے تقریر کرنی تھی - داعیان جلسہ نے یونیورسٹی ہال میں تقریر کا انتظام کیا - لیکن وائس چانسلر نے ہال اس غرض کے لئے دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ جلسہ کوئی یونیورسٹی تقریب نہیں - اس لئے ہال کے استعمال کی اجازت نہیں دی جا سکتی -

پیرس ۲۱ اگست - وزیر اعظم فرانس نے ایک تقریر براڈکاسٹ کی جس میں مزدوروں اور ملازموں سے اپیل کی - کہ فرانک کی قیمت کو زیادہ کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ مال تیار کریں - ہفتہ میں ۴۰ گھنٹے کام کے متعلق جو قاعدہ ہے - اس میں تبدیلی کر کے ۴۸ گھنٹے کر دیا جائیگا تا آئندہ کے لئے زیادہ سے زیادہ اسلحہ تیار کیا جا سکے -

ٹوکیو ۲۱ اگست - گذشتہ سال جاپان کی کیبنٹ نے بنک آف جاپان کو اختیار دیا تھا - کہ اس کے پاس ۵ کروڑ ۲۰ لاکھ پونڈ کا جو ریزرو سونا ہے اس میں سے ۲ کروڑ پونڈ کا سونا امریکہ کے پاس فروخت کر دے - اور اب پھر ۱۲ لاکھ پونڈ کا سونا فروخت کیا جا رہا ہے اس تمام روپیہ سے سامان جنگ خریدا جاتا ہے

بیت المقدس ۲۲ اگست آج طولکرم کے نزدیک دہشت پسندوں کے ایک گروہ نے تین عربوں کو ہلاک کر دیا - عربوں نے بھی یہودیوں سے بھری ہوئی دو لاریوں پر حملہ کر کے ایک کو ہلاک اور چار کو مجروح کر دیا ملک کے باقی حصوں سے بھی وحشتناک خبریں آ رہی ہیں -

شنگھائی ۲۱ اگست - آج صبح شنگھائی کی بین الاقوامی آبادی سے چھ میل پر ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا اور جاپانیوں نے بین الاقوامی آبادی پر حملہ کر دیا - ایک انگریز بھی ہلاک ہوا -

بوڈاپسٹ ۲۲ اگست پولیس نے ہنگری کے ۱۰۰ نازیوں کو گرفتار کر لیا ہے - اس کے خلاف نازیوں نے بازاروں میں مظاہرہ کیا

امتحان کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سنہ ۱۹۳۶ء

احباب فوراً توجہ فرمائیں

امسال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا امتحان ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۶ء بروز اتوار ہوگا۔ کتب نصاب منن الرحمٰن۔ کتاب البریہ۔ مسیح ہندوستان میں۔ اور نسیم دعوت ہیں۔ اگر آپ نے اب تک اپنا نام امیدواران امتحان کی فہرست میں درج نہیں کرایا۔ تو ابھی وقت ہے۔ فوراً درج کرائیں۔ بلکہ دوسروں میں بھی شمولیت کی تحریک فرمائیں۔

ناظر تعلیم و تربیت

اعلان نکاح

۲۲ اگست ۱۹۳۶ء۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بعد نماز عصر مسجد مبارک میں شیخ عبدالرب ولد شیخ الٰہی بخش مرحوم تاجر کتب گجرات کا نکاح پانصد روپیہ مہر پر سعیدہ بیگم بنت پیر نیاز احمد صاحب کے ساتھ پڑھا۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔

محمد سعید۔ قادیان

ضرورت رشتہ

ایک دوست جن کی پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے دوسری شادی کے خواہشمند ہیں۔ اگر بیوہ ہو تو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ کوئی پہلی اولاد نہ ہو۔ امور خانہ داری سے پوری واقف ہو۔ آمدنی ماہوار قریباً چالیس روپے کام لوہار ترکھان کا کرتا ہے ۸ مرلہ زمین پر پختہ مکان ہے۔ خط و کتابت اس پتہ پر ہو۔ مستری روشن الدین بر لب سڑک مانگٹ تارو وال ضلع سیالکوٹ

ضرورت

چند ایسے احمدیوں کی ضرورت ہے جو دکان کے کام میں دلچسپی رکھتے ہوں اور دکان کا حساب کتاب اچھی طرح سے رکھ سکتے ہوں۔ دیہات میں رہنا ہوگا۔ مفصل حالات بذریعہ خط و کتابت رحمت اللہ احمدی بیرون بدھوارہ بھوپال سے دریافت فرمائیے

دفتر محاسب کے ذریعہ چندہ بھیجنے والے احباب کو ضروری اطلاع

جو خریداران الفضل دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ کے ذریعہ قیمت اخبار بھجواتے ہیں۔ ان سے گذارش ہے۔ کہ وہ اپنا خریداری نمبر دفتر محاسب کی اطلاع میں ضرور لکھا کریں۔ بعض احباب صرف اپنا نام لکھ دینا کافی سمجھتے ہیں۔ لیکن چونکہ اس طرح دفتر الفضل کو سخت دقتیں پیش آتی ہیں۔ اور چندہ متعلقہ خریداروں کے کھاتوں میں درج نہیں ہو سکتا۔ اس لئے انہیں شکایت پیدا ہوتی ہے۔ لہذا آئندہ کے لئے دفتر محاسب کے ذریعہ الفضل کا چندہ بھجوانے والے اصحاب ضرور اس گزارش کو مدنظر رکھیں۔

(مینجر)

تریاق اعظم
آج کل کا موسم بہت خراب ہے یعنی بدہضمی۔ ہیضہ۔ نزلہ۔ زکام۔ انفلوئنزا وغیرہ کا زور۔ یہ "تریاق اعظم" نہ صرف ان عوارض کے لئے تیر بہدف ہے۔ بلکہ اس کا ہر قطرہ آب حیات اور ہر مرض کیلئے اکسیر۔ اس کے ایک قطرہ کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے۔ یہ قریباً دو سو بیماریوں کا واحد علاج ہے۔ یا بالفاظ دیگر سر سے لے کر پاؤں تک کے جملہ عوارض کے لئے تریاق ہے۔ گھر میں اس کی ایک شیشی ڈاکٹروں حکیموں کی محتاجی سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ سفر میں اس کی ایک شیشی کا آپکے پاکٹ یا سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں۔ مفصل حالات پرچہ ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمائیے۔ جو دوا کے ہمراہ ہوگا قیمت فی شیشی دو روپے چار آنے۔ محصولڈاک علاوہ۔
جان بلب مریض تندرست ہو گیا
جناب مسٹر خلیل الرحمٰن صاحب ایر ایر آبزرویٹری آگرہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ میں تریاق اعظم نامی دوا آپ سے منگوائی۔ اس کی جس قدر بھی تعریف کی جائے کم ہے ہر ایک بال بچے والے گھر میں اس کی موجودگی نہایت ضروری ہے۔ میرے پڑوس میں ایک جان بلب مریض کو اس تریاق سے فوراً شفا ہو گئی۔ ایسی مثالیں بیشمار ہیں جن میں آڑے وقت میں یہ تریاق اعظم تیر بہدف ثابت ہوئی۔ آپ نے ایسی دوا ایجاد کر کے مخلوق خدا پر بڑا احسان کیا۔ ایک شیشی کلاں بہت جلد بذریعہ وی پی بھیج دیجئے"
میرے ایک دوست کو بیحد فائدہ ہوا
جناب عبدالمجید خانصاحب پنشنر پالمپور سے لکھتے ہیں۔ کہ آپ کی شہرہ آفاق دوا تریاق اعظم نے میرے ایک دوست کو بیحد فائدہ دیا لہذا ایک شیشی اور بذریعہ وی، پی جلد عطا فرمائی جائے۔
اس علاقہ میں دھوم مچ گئی
جناب منشی مہر دین صاحب پٹواری حلقہ تندو کی ضلع جھنگ سے لکھتے ہیں "کہ خدا کے کرم سے آپ کے تریاق اعظم کی اس علاقہ میں دھوم مچ گئی ہے۔ ایک شخص عرصہ بیس سال سے کھانسی کے مرض میں مبتلا تھا۔ اس سے پہلے وہ کئی علاج کرا چکا تھا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپکے تریاق اعظم سے وہ بالکل صحت یاب ہو گیا۔ علاوہ ازیں بدہضمی ہیضہ۔ زکام۔ نزلہ۔ انفلوئنزا وغیرہ میں بھی اس کو بیحد مفید پایا۔ براہ کرم ایک شیشی اور بذریعہ وی۔ پی ارسال فرما کر شکریہ کا موقع دیں"
اکسیر اکبر
یہ سونے کے کشتہ۔ کستوری۔ عنبر۔ موتی۔ یوہمبین وغیرہ بیش بہا قیمتی اجزا کا بہترین مرکب ہے۔ اس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ ضعف دل ضعف دماغ ضعف اعصاب ضعف ہاضمہ ضعف بصر۔ قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا۔ دل کی دھڑکن۔ سر کا چکر آنا۔ آنکھوں میں اندھیرا آنا۔ اداسی۔ سستی غرضیکہ جملہ کمزوریوں کے لئے تیر بہدف۔ فرحت اور تازگی بخشنے دل میں نئی امنگ اعضا میں نئی ترنگ طبیعت میں نئی جولانی پیدا کرنے کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور نامرد کو مرد اور مرد کو جوانمرد بنانے کیلئے یہ اپنی نظیر آپ ہی ہے جس کا اثر دیرپا اور مستقل ہے۔ بڑے بڑے تجربہ کار ڈاکٹر بھی اس کی خوبیوں کی گیت گا رہے ایک ماہ کی خوراک کی قیمت منیؔ روپے محصولڈاک۔
ڈاکٹر صاحبان اکسیر اکبر کے ہی گیت گا رہے ہیں
جناب ڈاکٹر شیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "اکسیر اکبر کی ایکماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی ایک مریض کو جسکی عمر ۵۴ سال سے تجاوز کر چکی تھی۔ اور جسکو کمزوری تقریباً عرصہ چالیس سال سے تھی۔ استعمال کرائی گئی۔ استعمال کے بعد حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی۔ جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آجتک نہ ہوئی تھی یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اس کی صحت ایسی ہو گئی جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے۔"
اکسیر اکبر کے ذریعہ خداوند کریم نے مجھے دوبارہ زندگی بخشی
جناب خانصاحب محمد روشن خانصاحب انسپکٹر پولیس دیناج پور سے تحریر فرماتے ہیں کہ میرے پاس وہ الفاظ نہیں۔ کہ جن سے میں آپکا شکریہ ادا کروں۔ آپ کی ارسلہ اکسیر اکبر کے ذریعہ خداوند کریم نے مجھے دوبارہ زندگی عطا فرمائی۔ الحمدللہ اب کامل صحت ہے۔ اور اکسیر اکبر کے استعمال سے طاقت بدنی اپنی اصلی حالت پر آگئی ہے۔ میں آپکا بیحد شکر گزار ہوں۔
بیحد فائدہ ہوا
جناب مولانا عبدالمجید خانصاحب پنشنر سررشتہ دار جے پور ضلع کٹک سے لکھتے ہیں۔ کہ میری عمر اسوقت قریباً ۶۰ سال کی ہے پچھلے دنوں میں نے آپسے ایک شیشی اکسیر اکبر نامی دوا منگوائی تھی۔ استعمال کی بیحد فائدہ ہوا۔ بلاشبہ یہ بہت ہی مقوی دوا ہے براہ کرم بو اپسی ڈاک ایک شیشی اور اکسیر اکبر کی اور ایک شیشی اکسیر البدن واکسیر معدہ بذریعہ وی پی بھیج کر شکریہ کا موقعہ دیجئے۔ اکسیر اکبر اور اکسیر معدہ کی تو مجھے خود ضرورت ہے۔ اور اکسیر البدن ایک دوست کیلئے منگوا رہا ہوں۔"
ملنے کا پتہ:۔ مینجر نور اینڈ سنز۔ نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

ریل اور سڑک کے مشترکہ ٹکٹ

سری نگر (کشمیر) مری ڈلہوزی منڈی اور سلطانپور (کلو) تک

نارتھ ویسٹرن ریلوے کے تمام اہم سٹیشنوں سے مندرجہ بالا مقامات تک تھرو بکنگ کے لئے ریل اور سڑک کے مشترکہ واپسی ٹکٹوں کی سہولتیں مہیا کی گئی ہیں۔ اور اسی طرح ای۔ آئی و جی۔ آئی۔ پی و بی بی اینڈ سی آئی۔ اور بی اینڈ این ڈبلیو ریلویز کے بعض سٹیشنوں سے کشمیر تک سہولتیں بہم پہنچائی گئی ہیں۔

مصور اور رنگدار پمفلٹ کے لئے جس میں تمام تفصیلات درج ہیں۔

ایجنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور یا میسرز این۔ ڈی۔ رادھا کشن اینڈ سنز این ڈبلیو آر

آوٹ ایجنٹس راولپنڈی جموں (توی) یا سری نگر (کشمیر) سے درخواست کیجئے

سفر کیلئے تسہیلات

سفر کرنے والی پبلک کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی جاتی ہے۔ کہ اپریل ۱۹۳۸ء سے سیٹیں۔ برتھ۔ ڈبے اور گاڑیاں صرف ٹکٹ پیش کرنے پر ریزرو کرائی جاسکتی ہیں۔ اول اور دوم درجہ کے مسافر اور ان کے تیسرے درجہ میں سفر کرنے والے ملازم اپنی تاریخ اجرائے سفر سے پندرہ روز پہلے تک کے عرصہ میں ٹکٹ خرید سکتے ہیں۔ پبلک کو یہ بات مدنظر رکھنی چاہئے کہ ٹکٹ خریدتے وقت اس پر بکنگ کلرک سے اس کے دستخطوں کے ساتھ وہ تاریخ لکھوالیں۔ جس تاریخ کو کہ وہ اپنا سفر شروع کرنا چاہتے ہوں

مزید تفصیلات کے لئے اپنے قریبی ریلوے سٹیشن ماسٹر

یا

چیف آپریٹنگ سپرنٹنڈنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے

لاہور سے درخواست کریں

DALHOUSIE. : DALHOUSIE.
FURTHER REDUCTION IN FARES
FROM 20TH JUNE 1938.
RAIL CUM ROAD TICKETS
AVAILABLE FOR SIX MONTHS.
AT ALL IMPORTANT STATIONS.

ALL ROAD TRANSPORT INSURED.
SAFEST. CHEAPEST. BEST.
FOR FURTHER PARTICULARS APPLY:-
CHIEF COMMERCIAL MANAGER
N.W.R. LAHORE.